S_1996_5_347_351

5 ایس۔سی۔آر سپریم کورٹ رپوٹس 1996

میسرز شری بیدیاناتھ آیوروید بھون پی وی ٹی۔لمیٹڈ۔

بنام

ریاست بہار اور دیگران

29اگست1996

ایس۔پی۔بھروچا اور کے۔ایس۔پریپورن، جسٹسز۔

بھارت کا آئین1950

آرٹیکل 32، 226-سپریم کورٹ کا فیصلہ کہ کچھ آیورویدک ادویاتی تیاریوں پر ریاستوں میں نافذ ایکسائز قوانین کے تحت ٹیکس نہیں لگایا جائے گا-لیکن صرف ٹوائلٹ تیاری (ایکسائز ڈیوٹی) ایکٹ توضیعات کے مطابق ٹیکس لگایا جائے گا-رقم واپسی کے دعوے کے حوالے سے یہ ہدایت کی گئی تھی کہ درخواست گزار قانون کے مطابق ریاستی حکومتوں کے ساتھ معاملہ اٹھا سکتے ہیں-جب درخواست کنندگان میں سے ایک نے ریاستی حکومت سے رابطہ کیا تو اس کا دعوی 11 سال بعد بغیر وجوہات بتائے مسترد کر دیا گیا-اس کے بعد اس نے عدالت عالیہ میں تحریری درخواست دائر کی اور کہا کہ درخواست گزار نے جو حاصل کرنا چاہا وہ صرف ایک رقم کا فرمان تھا اور اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی-عدالت عالیہ نے درخواست گزار کو رقم کی وصولی کے لیے مقدمہ دائر کرنے کی اجازت دی تھی-اپیل پر کہا گیا: جواب دہندہ-ریاست سپریم کورٹ کے حکم سے پابند تھی کہ وہ رٹ درخواست کنندگان کو ان سے وصول کی گئی رقم واپس کرے جو کہ غیر قانونی قرار دی گئی تھی-11 سال تک رقم واپسی کے دعوے کا جواب نہ دینا اور پھر بغیر وجہ بتائے اسے مسترد کرنا اس عدالت کی بے عزتی کرنا ہے-یہاں تک کہ اگر رٹ پٹیشن صرف پیسے کے لیے دائر کی گئی تھی تو یہ رٹ پٹیشن کے عام سلسلے سے باہر تھی اور عدالت عالیہ کو جواب دہندہ ریاست کے رقم واپسی سے انکار کے حکم کو کالعدم قرار دینے کا حکم دینا چاہیے تھا-جواب دہندہ ریاست وصولی کی ادائیگی تک 1.1.63 سے 12 فیصد سود کے ساتھ رقم واپس کرے۔

ادھیکش ماتھر بابو کی شکتی اوشدھالیہ ڈھاکہ (پی) لمیٹڈ اور دیگر بنام یونین آف بھارت، (1963) 3 ایس سی آر 957؛ سیلونہ ٹی کمپنی لمیٹڈ بنام ٹیکسوں کے سپرنٹنڈنٹ نوگونگ اور دیگر وغیرہ، (1908) 2

ایس سی آر 474 اور سوگنمل بنام ریاست مدھیہ پردیش اور دیگر۔اے آئی آر (1965) ایس سی (1740)=(1965)56 آئی ٹی آر 84، پر انحصار کیا۔

دیوانی اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1981 کی دیوانی اپیل نمبر 2043۔

پٹنہ عدالت عالیہ C.W.J.C نمبر 1827 آف 1974 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے یوگیشور پرساد، پی۔کے۔بجاج، ڈاکٹر آئی۔پی۔سنگھ اور محترمہ رانی چھابرا۔

جواب دہندگان کے لیے گوبردھن۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

ادھیکش ماتھر بابو کی شکتی اوشدھالیہ ڈھاکہ (پی) لمیٹڈ اور دیگر بنام یونین آف بھارت، (1963)3 ایس سی آر 957 میں، آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت رٹ درخواستوں میں اٹھایا گیا اور بحث کی گئی کہ کیا ریاستی حکومتیں متعلقہ ریاستوں میں نافذ ایکسائز قوانین کے تحت تین آیورویدک تیاریوں، یعنی مرتاسنجیبانی، مرتاسنجیبانی سدھا اور مرتاسنجیبانی سوراپر ٹیکس لگانے کی حقدار ہیں۔اس عدالت کی ایک آئینی بنچ اس نتیجے پر پہنچی کہ ریاستوں میں نافذ ایکسائز قوانین کے تحت مذکورہ دواؤں کی تیاریوں پر ٹیکس نہیں لگایا جا سکتا اور ان پر صرف میڈیسنل اینڈ ٹوائلٹ پریپریشنز (ایکسائز ڈیوٹیز) ایکٹ توضیعات کے مطابق ٹیکس لگایا جا سکتا ہے۔اس عدالت نے کہا کہ اس نے "رقم کی واپسی کے دعوے کے بارے میں کوئی حکم جاری نہیں کیا ہے، یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسے درخواست کنندگان قانون کے مطابق متعلقہ ریاستی حکومتوں کے ساتھ اٹھا سکتے ہیں"۔فیصلہ 7 ستمبر 1962 کو سنایا گیا۔

اپیل کنندگان عدالت سامنے کئی رٹ درخواست کنندگان میں سے ایک تھے۔(ان کی تحریری درخواست 1961 کی نمبر 354 تھی)۔اس لیے انہیں یہ اختیار دیا گیا کہ وہ مدعا علیہ کے ساتھ رقم واپسی کے اپنے دعوے کو اٹھائیں، اور انہوں نے 17 اکتوبر 1962 کو ایسا کیا۔یہ خود مدعا علیہ ریاست کا معاملہ ہے کہ اس نے 29 نومبر 1973 کو رقم کی واپسی کے دعوے کو مسترد کر دیا، اور 7 دسمبر 1973 کو اپیل کنندہ کو مسترد ہونے سے آگاہ کر دیا۔7 دسمبر 1973 کے خط میں مسترد ہونے کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔

اس کے بعد، اپیل کنندہ نے پٹنہ میں عدالت عالیہ میں ایک رٹ پٹیشن دائر کی تاکہ مدعا علیہ ریاست کے رقم کی واپسی سے انکار کرنے کے حکم کو کالعدم قرار دیا جا سکے اور مدعا علیہ ریاست کو رقم کی واپسی کرنے کی ہدایت کی جا سکے۔جس رقم واپسی کی درخواست کی گئی تھی وہ 20 اگست 1960 سے 30 ستمبر 1962 کی

مدت کے لیے 91 روپے کی رقم میں تھی، مدعا علیہ ریاست کی طرف سے دائر جوابی حلف نامے میں بنیادی دلیل تھی کہ رٹ پٹیشن قابل قبول نہیں تھی کیونکہ رقم واپسی کے دعوے کا تعین رٹ کے دائرہ اختیار میں نہیں کیا جا سکتا تھا۔ عدالت عالیہ نے پایا کہ رٹ پٹیشن، جو ہر میں، صرف منی فرمان حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے اور اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اپیل کنندہ کو رقم واپسی کی وصولی کے لیے مقدمہ دائر کرنے کی اجازت دی گئی تھی جس کا اس نے دعوی کیا تھا۔

سلوناٹی کمپنی لمیٹڈ بنام سپرنٹنڈنٹ آف ٹیکسز نوگونگ اینڈ دیگر وغیرہ، (1988) 2 ایس سی آر 474 میں اس عدالت فیصلے کی طرف اپیل کنندہ کے قابل وکیل نے ہماری توجہ مبذول کرائی ہے۔ اپیل گزاروں نے عدالت عالیہ کے ایک فیصلے پر بھروسہ کرتے ہوئے غلطی سے ادا کیے گئے ٹیکس کی واپسی کے لیے ایک رٹ پٹیشن دائر کی تھی جس میں تشخیص کو دائرہ اختیار سے باہر قرار دیا گیا تھا۔ غور کے لیے جو سوال پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ کیا آرٹیکل 226 کے تحت درخواست میں عدالت کو رقم کی واپسی کی ہدایت کرنی چاہیے تھی۔ یہ نوٹ کیا گیا کہ عدالت عالیان نے ان مقدمات کے درمیان فرق کیا تھا جہاں ایک درخواست گزار نے صرف رقم واپسی حاصل کرنے کے لیے عدالت عالیہ سے رجوع کیا تھا اور جہاں رقم واپسی کی درخواست تشخیص کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے نتیجے میں راحت کے طور پر کی گئی تھی۔ عام طور پر، یہ مشاہدہ کیا گیا کہ قانون کی حکمرانی سے چلنے والے معاشرے میں شہریوں کو قانون کے مطابق واجب الادا ہوتے ہی ٹیکس ادا کرنا چاہیے۔ اسی طرح، ایک نتیجہ کے طور پر، اس کے بعد یہ ہوا کہ کسی شہری سے قانون کے اختیار کے بغیر جمع کیے گئے ٹیکس واپس کیے جانے چاہئیں کیونکہ کسی بھی ریاست کو قانون کے اختیار کے بغیر شہریوں سے وصول کی گئی رقم وصول کرنے یا برقرار رکھنے کا حق نہیں تھا۔ عدالت نے سوگنمل بنام ریاست مدھیہ پردیش اور دیگر کے فیصلے کا حوالہ دیا، جس پر ہم فی الحال اشتہار دیں گے، اور پایا کہ، یہ عدالت پہلے اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ ٹیکس غیر قانونی تھا، آرٹیکل 226 کے تحت درخواست پر رقم واپس کی جائے گی۔

سوگنمل بنام ریاست مدھیہ پردیش اور دیگر میں۔ اے آئی آر (1965) ایس سی 1740=1965 (56) آئی ٹی آر 84، ایک آئینی بنچ نے عین سوال پر اپنا ذہن لگایا اور فیصلہ دیا کہ اگرچہ ہائی عدالت عالیان کو آرٹیکل 226 کے تحت تفویض کردہ اختیارات کے استعمال میں کوئی مناسب حکم منظور کرنے کا اختیار حاصل ہے، لیکن ایک رٹ پٹیشن جس میں صرف ریاست کو رقم واپس کرنے کی ہدایت دینے والی مینڈمس کی رٹ جاری کرنے کی درخواست کی گئی تھی، عام طور پر اس وجہ سے قابل قبول نہیں تھی کہ اس طرح کی رقم واپسی کا دعوی اس اتھارٹی کے خلاف مقدمے میں کیا جا سکتا ہے جس نے غیر قانونی طور پر رقم

ٹیکس کے طور پر جمع کی تھی۔عدالت نے فیصلہ دیا:

......" کہ مینڈمس کی رٹ کے اجرا کے لیے کسی بھی درخواست پر عام طور پر محض رقم کی واپسی کا حکم دینے کے مقصد سے غور نہیں کیا جائے گا جس کی واپسی کا درخواست گزار حق کا دعوی کرتا ہے۔"

(زور دیا گیا)

اس کا اعادہ کیا گیا:

......" کہ عام طور پر صرف ریاست کے خلاف رٹ آف مینڈمس کے ذریعے رقم کی واپسی کے لیے درخواست کرنے والی درخواستوں پر غور نہیں کیا جانا چاہیے۔متاثرہ فریق کو رقم کا دعوی کرنے کے لیے سول عدالت جانے کا حق حاصل ہے اور یہ ریاست کے لیے کھلا ہے کہ وہ دعوی کرنے کے لیے ہر ممکن دفاع کرے، ایسے دفاع جن کو زیادہ تر معاملات میں مناسب طریقے سے اٹھایا نہیں جا سکتا اور تحریری دائرہ اختیار کے استعمال میں ان پر غور کیا جا سکتا ہے۔"

(زور دیا گیا)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ادھیکش ماتھر بابو شکتی اوشدھالیہ ڈھاکہ (پی) لمیٹڈ کے معاملے میں، یہ عدالت توقع کرتی ہے کہ ریاستی حکومتوں جیسے اعلی آئینی حکام عدالت عظمیٰ کے فیصلے کا احترام کریں گے اور اس فیصلے کے تدارک کے لیے کارروائی کریں گے جس پر واضح طور پر غور کیا گیا تھا، یعنی ان فریقین کو رقم کی واپسی جن سے انہوں نے محصول وصول کیا تھا جو غیر قانونی پایا گیا تھا۔توقع، جہاں تک اس معاملے سے متعلق ہے، جھوٹی تھی۔

اس عدالت فیصلے کے ایک ماہ اور تقریبا 10 دن کے اندر، یعنی 17 اکتوبر 1962 کو، اپیل گزاروں نے مدعا علیہ ریاست سے رقم کی واپسی کرنے کو کہا۔مدعا علیہ ریاست کو دعوے کو مسترد کرنے میں 11 سال لگے۔مدعا علیہ ریاست کا اپیل گزاروں کو 7 دسمبر 1973 کا خط، جس میں اس طرح بیان کیا گیا ہے، ریکارڈ پر ہے، اور اس میں مسترد ہونے کی کوئی وجہ نہیں دی گئی ہے۔اپیل گزاروں کی طرف سے دائر کی گئی رٹ پٹیشن رقم کی واپسی کے مطالبے تک محدود نہیں تھی۔اس نے رقم واپسی کے دعوے کو مسترد کرنے کے ریاستی حکومت کے حکم کو کالعدم قرار دینے کی بھی درخواست کی۔اس لیے ہم عدالت عالیہ سے اتفاق نہیں کر سکتے کہ رٹ پٹیشن بنیادی طور پر رقم کی واپسی کے لیے تھی۔اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ مدعا علیہ ریاست کے رقم واپسی کے دعوے کو مسترد کرنے کے حکم نے اس کے مسترد ہونے کی کوئی وجہ نہیں بتائی، اس کی صداقت کے بارے میں بہت کچھ کہا جانا چاہیے۔

لیکن ہم اس بنیاد پر آگے بڑھتے ہیں کہ رٹ پٹیشن صرف رقم واپسی کا دعویٰ کرنے کے لیے تھی۔

یہ فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ اس عدالت نے وہ محصول مقرر کیا تھا جس کے سلسلے میں رقم واپسی کو قانون کے مطابق غلط قرار دیا گیا تھا۔ اس عدالت کے فیصلے میں واضح طور پر نتیجہ خیز رقم کی واپسی پر غور کیا گیا لیکن اس طرف سے کوئی حکم نہیں دیا گیا، یہ رٹ درخواست کنندگان پر چھوڑ دیا گیا کہ وہ اپنی ریاستی حکومتوں سے رجوع کریں۔ اس کے مطابق اپیل گزاروں کی طرف سے رقم کی واپسی کی درخواست کو مسترد کر دیا گیا، اور وہ بھی بغیر کوئی وجہ بتائے۔ یہاں تک کہ مدعا علیہ ریاست کی طرف سے رٹ پٹیشن کے لیے دائر کاؤنٹر میں بھی، دفاع کے علاوہ کسی اور دفاع کو پڑھنا مشکل ہے کہ رٹ پٹیشن قابل قبول نہیں تھی اور یہ کہ اسے حدود اور اس موقف کے اعادہ سے روک دیا گیا تھا جسے اس عدالت نے مسترد کر دیا تھا۔ رٹ پٹیشن اس عدالت کے فیصلے کے دو ماہ کے اندر دائر کی گئی تھی؛ یہ وقت کے اندر تھی۔ اس عدالت کی طرف سے جو مسترد کیا گیا تھا اس کا اعادہ رٹ پٹیشن پر مدعا علیہ ریاست کے معاملے کو آگے نہیں لے گیا۔ حقیقت میں واحد معاملہ یہ تھا کہ اپیل کنندگان کو دیوانی مقدمہ میں بھیج دیا جائے۔ حقائق ظاہر ہونے پر کوئی دفاع نہیں، مقصد وقت خریدنا تھا۔

رٹ پٹیشن معمولی کیس نہیں تھا۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جس میں مدعا علیہ ریاست نے کارروائی نہیں کی تھی کیونکہ اس عدالت نے اس عدالت حکم کو آگے بڑھانے کے لیے ایک اعلیٰ آئینی اتھارٹی سے کام کرنے کی توقع کی تھی۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جسے یہ عدالت قبول نہیں کر سکتی۔ مدعا علیہ ریاست اس عدالت کے حکم سے پابند تھی کہ وہ اپیل گزاروں سمیت رٹ درخواست کنندگان کو ان سے وصول کی گئی رقم کو محصول کی شکل میں واپس کرے جسے غیر قانونی قرار دیا گیا تھا۔ اگر رقم واپسی کے دعوے کو مسترد کرنے کی قانونی وجہ اچھی تھی، تو اسے بیان کیا جانا چاہیے تھا۔ اپیل گزاروں کے رقم واپسی کے دعوے کا **11** سال تک جواب نہ دینا اور پھر اسے بغیر کسی وجہ کے مسترد کرنا اس عدالت کی بے عزتی کرنا ہے۔ یہاں تک کہ یہ فرض کرتے ہوئے کہ یہ صرف پیسے کے لیے ایک رٹ پٹیشن تھی، رٹ پٹیشن رٹ پٹیشن کے عام سلسلے سے باہر تھی اور اس پر عمل کرتے ہوئے، عدالت عالیہ کو رقم کی واپسی کا حکم دینا چاہیے تھا۔

اپیل کی اجازت ہے۔ اپیل کے تحت حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ پٹنہ میں عدالت عالیہ کے سامنے اپیل گزاروں کی طرف سے دائر رٹ پٹیشن کی اجازت ہے۔ مدعا علیہ ریاست کا **7** دسمبر **1973** کا حکم، جس میں رقم کی واپسی سے انکار کیا گیا تھا، کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ مدعا علیہ ریاست کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ درخواست گزاروں کو یکم جنوری **1963** سے ادائیگی یا وصولی تک سالانہ **12** فیصد کی شرح سے سود کے ساتھ **91** روپے کی رقم ادا کرے۔

مدعا علیہ ریاست اپیل گزاروں کو اپیل کے اخراجات 25,000 روپے (پچیس ہزار روپے) ادا کرے گی۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
I am the author of this document

15.07.24